ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اَلرَّسُول ،اَلنَّبِی اور اَلْاُمّی ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍ستمبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

تیرہ مہینے جو مجھے اینٹی بائیوٹک کھانی پڑیں اس کا اثر آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے لیکن پوری طرح ابھی طاقت بحال نہیں ہوئی۔ خدا کرے کہ اس کا اثر جلد دور ہو۔ اللہ اپنا فضل کرے۔ آمین۔

پچھلے سے پچھلے جمعہ کراچی میں مجھے خیال آیا کہ جو بنیادی صداقتیں، حقائق اور ہمارے عقائد ہیں ان پر بھی گاہے گاہے بات ہوتی رہنی چاہیئے کیونکہ بہت سے دوست باہر سے آکر ہم میں شامل ہوتے رہتے ہیں اور بہت سے ہم میں سے ذہنی طور پر طفل کی حالت سے نکل کے سمجھ اور جوانی کی حالت میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے یہ باتیں آتی رہنی چاہئیں ورنہ شیطان کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ بدعات کو صحیح عقائد کے اندر گھسیڑنے کی کوشش کرے۔ بعض دفعہ کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔

میرا خیال تھا کہ تین بنیادی باتوں پر میں ایک ہی خطبہ میں کچھ کہہ دوں گا۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو ہمارا عقیدہ ہے۔ ۲۔ قرآن کریم کی عظمتوں کو جو ہم نے سمجھا ہے۔ ۳۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جو شان ہے قرآن کریم میں بیان ہوئی، اس کے متعلق میں کچھ کہوں گا لیکن کچھ تو گرمی لمبے خطبے کی راہ میں روک ہوئی، کچھ مضمون لمبا ہوا۔ بہرحال پہلے خطبہ

میں مَیں نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق بتایا۔ بہت کچھ بتایا۔ سب کچھ تو نہیں بتا سکتا۔ خدا کی ذات تو نہ ختم ہونے والی تجلیات والی ذات ہے۔ بہر حال جو بتایا اس کا خلاصہ ایک فقرے میں یوں کروں گا اس وقت کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں بے مثل ہے اور ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک اور لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (الحشر:۲۵) تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ وہاں تفصیل بتائی تھی۔

قرآن کریم کے متعلق جو میں نے خلاصتاً آخر میں خطبے کے ایک ایک فقرہ کہا وہ میں دہرانا چاہتا ہوں تا کہ تسلسل آپ کے دماغ میں تھوڑا بہت قائم ہو جائے وہ یہ ہے۔

(۱) قرآن کریم کے متعلق قرآن کریم کے اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے اس معنی میں کہ قیامت تک کے لئے انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی یہ کتاب ہے۔

(۲) اپنی وسعت اور حدود میں ہر ضروری چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(۳) اپنے سے باہر کسی شے کا محتاج نہیں۔ مفرداتِ راغب نے اَتْمَمْتُ کے یہ معنی کئے ہیں کہ اس کی یہ صفت ہے۔ یہ جو اَتْمَمْتُ کا لفظ ہے یہ اس صفت کو بتاتا ہے کہ خارج کی کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے اس کو۔ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدة:۴) ساری کی ساری نعمتیں قرآن کریم کے ذریعے پوری کردی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی پیروی کا جہاں تک تعلق ہے اور اس کی رضا کے حصول کا جہاں تک تعلق ہے قرآن کریم سے باہر کوئی ایسی چیز نہیں جس کی انسان کو ضرورت ہو۔

(۴) یہ کہ قرآن کریم حکیم، حکمتوں کا خزانہ ہے۔ بصائر ہیں اس کے اندر۔ دلیل دیتا ہے، وجہ بیان کرتا ہے۔ انسانی فطرت اور انسان کی عقل کو تسلی دلاتا ہے۔ حق و باطل میں فرق کر دیتا ہے۔

(۵) یہ کہ قرآن ہے۔ ہمیشہ پڑھی جانے والی کتاب۔ قرآن اس وجہ سے ہے کہ اس کی ضرورت قیامت تک کے انسانوں کو کثرت سے پڑتی رہے گی اور چونکہ ضرورت پڑتی رہے گی اس واسطے یہ کثرت سے پڑھا بھی جائے گا قُرْاٰنٌ۔

(۶) عَرَبِيًّا اپنا مطلب کھول کر بیان کرنے والا ہے۔

(۷) بشارات سے معمور ہے۔ محض ذمہ داریاں نہیں ڈالتا۔ محض ترقیات کی راہ کی نشان دہی نہیں کرتا بلکہ وہ لوگ جو خدا کے ہو جاتے ہیں، ان کے لئے اس قدر عظیم بشارتیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

(۸) تنبیہہ کرنے والا ہے۔ بڑا احسان ہے۔ یہ جو انذار کا پہلو ہے، یہ حدود کو قائم کر کے کہتا ہے اللہ کہ یہ میری حدود ہیں ان سے باہر نہ نکلنا، بچ کے رہنا۔

(۹) یہ کہ ہر ضروری تعلیم مختلف پیرایوں میں بیان کرنے والا صَرَّفْنَا مناسبِ حال بھی انسان کو چیز مل جائے اور مختلف طبائع کے جو میلان ہیں ان کے مطابق ان کی اصلاح کے دروازے کھولنے والا ہے۔

(۱۰) نور ہے۔ سب ظاہر و باطن کے اندھیروں کو دور کرنے والی یہ کتاب ہے۔

(۱۱) کتاب مبین ہے۔ ہر چیز اس نے کھول کے ضرورت کے مطابق سامنے رکھ دی۔

(۱۲) یہ کہ قرآن کریم صراط مستقیم پر چلانے کے لئے ہدایت ہے۔

(۱۳) رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

(۱۴) سراسر نصیحت ہے۔

(۱۵) تمام امراضِ سینہ کے لئے شفا ہے۔ ایک مرض اندھا پن ہے۔ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (الحج:۴۷) قرآن کریم میں آیا ہے۔ مگر بہر حال تمام امراضِ سینہ کے لئے شفا ہے۔

(۱۶) دین اور معاش کے معاملات میں بصیرت دیتی ہے۔

(۱۷) کوئی کجی اس میں نہیں لَا عِوَجَ ۔عربی زبان میں ع۔و۔ج کا لفظ دو تلفظ رکھتا ہے۔ ایک یہ ہے عَوَجٌ (عین کی زبر کے ساتھ) اس کے معنی ہیں مادی ٹیڑھا پن۔ مثلاً یہاں سے جو سڑک بنائیں ہم یا بنائی ہوگی تو اس میں کہیں نا کہیں ٹیڑھا پن آ گیا ہوگا۔ اس کو عِوَجٌ نہیں کہتے اس کو عَوَجٌ کہتے ہیں عربی میں۔ اور جو فکری اور عقلی اور سوچ اور بچار میں جو اللہ تعالیٰ کی مثلاً صفات کے متعلق انسان سوچ رہا ہو اگر اس میں کجی آ جائے تو عربی زبان میں اس کو

عِوَجٌ کہتے ہیں۔قرآن کریم کی تعلیم بصیرت دیتی ہے، بصائر رکھتی ہے۔ ہر قسم کی کجی سے محفوظ ہے اور ناکامی کی طرف لے جانے والی نہیں۔

(۱۸) روحانی رفعتوں کی کوئی حد نہیں مقرر کرتی یہ، بلکہ یہ اعلان کرتا ہے قرآن کریم کہ جہاں تک روحانی رفعتوں کا تعلق ہے غیر محدود رفعتوں کے دروازے اللہ تعالیٰ نے کھولے ہیں قرآن کریم کی شریعت میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرة:۳)

(۱۹) طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتی۔صلاحیت اور فطرت کے مطابق مطالبے کرتی ہے۔

(۲۰) یُسر کی تعلیم ہے، تنگی اور عسر کی تعلیم نہیں۔

(۲۱) تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔

(۲۲) اسے دلائل سے پر کیا گیا ہے جو ہدایت کی راہیں روشن اور آسان کر دیتی ہے۔

(۲۳) حق و باطل میں تمیز کی توفیق بخشتی ہے۔

(۲۴) اس لئے نازل نہیں ہوا کہ انسان لِتَشْقٰٓى (طٰهٰ:۳) انسان سعادتِ دارین سے محروم ہو جائے۔اس لئے نازل ہوا ہے کہ انسان کو دینی، دنیوی سعادتِ دارین جو ہیں وہ میسر آجائیں۔ان کا حصول اس پر عمل کر کے ممکن ہو جائے۔

(۲۵) کتاب ممنون ہوتے ہوئے یہ کتابِ مکنون بھی ہے یعنی قیامت تک کی ضرورتیں، ان کے جو مسائل تھے، ان کی جو ضرورتیں تھیں، مسائل کا حل اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایسی تعلیم اس میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے کہ جو آج کے انسان کو ضرورت نہیں تھی اس پہ وہ ظاہر نہیں کی گئی لیکن ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطہرین پیدا ہوتے ہیں جو زمانہ زمانہ اور جگہ جگہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے معلم حقیقی سے قرآن کریم کی تعلیم کو حاصل کرتے اور انسان کی ضروریات کو پورا کرنے والے ہیں۔

(۲۶) یہ کہ یہ اہوائے نفس کی پیروی نہیں کرتی بلکہ انسان کی جو نفسانی خواہشات ہیں انہیں ٹھنڈا کرتی ہے اور اس وجہ سے یہ ذکر ہے۔

یہ میرے پچھلے خطبے کا جو آخری خلاصہ میں نے چھبیس پڑھ کے سنایا تھا، مختلف آیات اس سے پہلے بیان کیں۔

آج ہے میرا مضمون تیسرا جو تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اَلرَّسُوْل ہیں، اَلنَّبِی ہیں، اَلْاُمِّی ہیں۔ یہ بنیادی عقیدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا۔

اَلرَّسُوْل ہیں اس معنی میں کہ جو وحی آپ پر نازل ہوئی آپ نے کامل طور پر اس کی تبلیغ کی اور آگے پہنچایا۔ اَلرَّسُوْل ہیں، کامل رسول ہیں یعنی جو وحی نازل ہوئی اس کو آگے پہنچانے کے لئے دو رستے ہیں ممکن، اصولی طور پر۔ ایک اقوال سے۔ قرآن کریم کی تفسیر کر کے، زبان سے نصیحت کرتے ہوئے، لوگوں کو یاددہانی کروا کے اس کو بھی کمال تک پہنچایا۔ اور ایک فعل سے اس پہ عمل کر کے بتایا۔ تو جہاں تک قول اور فعل کا تعلق ہے اَلرَّسُوْل ہیں۔ کوئی ایسا رسول پہلے نہیں گزرا جس پر اس قدر عظیم ذمہ داری تھی اور اس نے اپنی عظمتوں کے نتیجہ میں جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کیں خدا تعالیٰ کے کلام کی عظمتوں کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی اور اس میں وہ کامیاب ہوئے ہم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معنی میں اَلرَّسُوْل مانتے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ آپ اَلنَّبِی ہیں۔ اَلنَّبِی اس معنی میں (نبی کہتے ہیں اس مطہر کو جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مطہر ہو اور خدا تعالیٰ بندوں کی اصلاح کے لئے اپنی وحی اس پر نازل کر رہا ہو۔) تو اَلنَّبِی ہیں یعنی کامل وحی کے حامل نبی۔ اور جو نبأ جو اخبار، جو وحی آپ پر اتری وہ اپنے کمال میں انتہاء تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس واسطے آپ نبی نہیں آپ اَلنَّبِی ہیں۔

اور بڑا پیارا یہ اعلان ہے کہ آپ اَلْاُمِّی ہیں۔ قرآن کریم نے کہا۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ (الاعراف:۱۵۹)

تو اُمّی کے معنی وہ ہیں جسے اپنے نفس میں خالی، کچھ نہیں آتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اپنی ذات میں بالکل خالی ہے۔ یہ اعلان ہوا ہے اس واسطے جو کہا وہ خدا تعالیٰ کے کہنے پہ کہا۔ جو معلم حقیقی ہے اس کے بلائے پہ آپ بولے ورنہ خاموشی ہے چونکہ خدا تعالیٰ کے بلائے پہ بولے، اس واسطے جو وحی آپ پر نازل ہوئی اَلنَّبِیِّ کے، اس کے خلاف کوئی بات آپ کے منہ سے نکل ہی نہیں سکتی۔ یہ اعلان ہوا ہے اَلْاُمِّی میں کہ جو عظیم وحی اس اَلنَّبِی کو ملی، یہ ممکن

ہی نہیں تھا (اس کی تفصیل میں اور آگے دوسری آیات سے لے کے آپ کو بتاؤں گا یہ ممکن ہی نہیں تھا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ آپ کوئی ایسی بات کرتے یا آپ کا کوئی ایسا عمل ہوتا جو اس کے خلاف ہوتا۔ کیونکہ جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے۔ آپ محض ان پڑھ ہیں یعنی اپنی طرف سے آپ کچھ بیان کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے، قابل ہی نہیں۔ اپنی طرف سے کچھ بیان کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی حامل وحی کو بیان کرنے کی اہلیت آپ رکھتے ہیں۔ جہاں تک اپنے نفس کا تعلق ہے آپ گونگے ہیں کہہ لو لیکن جہاں تک خدا تعالیٰ کی وحی کا تعلق ہے آپ جیسا خطیب کوئی نہیں۔ آپ جیسا شعلہ بیان کوئی نہیں۔ آپ جیسا تفصیل سے بات کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ جیسا مختلف پہلوؤں کو خدا تعالیٰ کی وحی کے اجاگر کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ جیسا ہر شخص کی قابلیت کے مطابق بات کرنے والا کوئی نہیں۔ اسی واسطے آپ نے کہا کہ ہر ایک کی سمجھ کے مطابق بات کیا کرو۔

تو اَلْاُمِّی میں یہ اعلان کیا کہ یہ کوئی خطرہ نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ملاوٹ النَّبِی کے بیان میں ہو جائے گی یعنی اس طرف سے پاک ہے۔ ایک تو اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۱۰) وہ دوسری طرف سے اس کو پروٹیکٹ (Protect) کیا ہے جہاں تک آپ کی ذات اور خدا تعالیٰ کے کلام کا باہر کا حصہ تھا۔ اندرونی طور پر اُمّی ہیں اور اُمّی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ یعنی آپ کے فخر کی جا یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کے قابل نہیں لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر بات کہنے کے قابل بنا دیا گیا ہوں۔ یہ اَلْاُمِّی میں بڑا پیارا اعلان ہوا۔

ہمیں حکم ہوا فَاٰمِنُوْا اس رسول پر ایمان لاؤ اَلرَّسُوْلُ، اَلنَّبِی، اَلْاُمِّی پر۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس اللہ پر ایمان لاؤ جس نے اَلرَّسُوْل، اَلنَّبِی، اَلْاُمِّی کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا اور کھڑا کیا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان کیا اللہ تعالیٰ نے جو ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اَلَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ یہ اَلرَّسُوْل، یہ اَلنَّبِی، یہ اَلْاُمِّی جو ہے یہ کامل ایمان رکھتا ہے۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الحجر:۱۴۴) دوسری جگہ کہا۔ اللہ تعالیٰ پر، اس کی صفات اور

اس کی ذات کی کامل معرفت رکھنے والا۔ وَ كَلِمٰتِهٖ اور جو وحی نازل ہوئی ہے اس کو جاننے والا اور اس کے مطابق عمل کرنے والا ہے ایمان لاؤ وَ اتَّبِعُوْهُ اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔

کوئی دنیا کا رسول، کہتے ہیں ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول آئے، کوئی بھی ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں تھا ہی کچھ نہیں، کہنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت ساری ان کے اندر حدود تھیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے محدود علم دیا، محدود زمانہ کے لئے مقرر کیا، خاص قوم کی طرف آئے اور اس کے نتیجہ میں جو اس قوم کی اس زمانہ میں ضرورت تھی اس حد تک ان پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا:۲۹) اور بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (البقرۃ:۱۲۰) آئے۔ مومن اور کافر دونوں کے لئے بشارتوں کے سامان بھی دیئے۔ ایسا کرو گے خدا کا پیار مل جائے گا اور ہر دو، مومن و کافر کے لئے انذار کے سامان بھی پیدا کئے۔ ان کو کہا ایک دفعہ ایمان تمہیں مل جائے یہ نہ ہو کہ بعد میں بھٹک جائے۔ اس واسطے بچے رہنا۔

اس عظمتوں والے نبی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (الاحزاب:۵۷) اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں اس اَلنَّبِی پر (جس کا ذکر ابھی پچھلی آیت میں آیا جس کو بیان کیا تھا) اور خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے لئے رحمت مانگ رہے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں اَلنَّبِی کے لئے۔ اس لئے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ کے اخلاق تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ (التعریفات جلد ۱ صفحہ ۲۱۶) کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، صَلُّوْا عَلَيْهِ تم بھی خدا سے درخواست کرو کہ وہ رحمتیں جو ہیں وہ ہر آن زیادہ سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی رہیں اور دعائیں کرتے رہو۔ فرشتے دعائیں کر رہے ہیں ان کی زبان کے ساتھ، ان کی آواز کے ساتھ شامل ہو کر تم بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اَلنَّبِی کے لئے دعائیں کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہو۔

یہ دوسری عظمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے ہمارے عقیدہ کے مطابق۔

تیسری عظمت یہ پائی جاتی ہے کہ آپ قیامت تک کے انسانوں کے لئے اسوہ ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (الاحزاب:۲۲) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتا ہو اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی پیروی کرنی چاہیئے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رہتی دنیا تک، قیامت تک کے انسان کے لئے اسوہ ہیں۔ اسوہ ہیں حَسَنَةٌ اعلیٰ نمونہ، کامل نمونہ، ایک ایسا نمونہ جس میں ہر فطرت، ہر قابلیت اور استعداد اپنے لئے قابل پیروی راستہ تلاش کر سکتی ہے یعنی جو ہدایت کی راہوں میں ترقی یافتہ ہیں وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے آزاد نہیں ہو جاتے۔ یعنی اسی طرح محتاج ہیں جس طرح ایک متبدی جو کل مثلاً کلمہ پڑھ کے ایمان لایا۔ بڑا عظیم اسوہ ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے میں یہ بتا دوں کہ معراج میں جو آپ کا مقام بتایا گیا وہ عرشِ ربِّ کریم ہے یعنی ساتویں آسمان سے اوپر۔ اس واسطے ہر مومن جو روحانی رفعتیں حاصل کر رہا ہے اور بلند سے بلند ہوتا چلا جا رہا ہے جب تک وہ عرشِ ربِّ کریم تک نہیں پہنچ جاتا، جو نہیں پہنچ سکتا۔ اس واسطے عملاً جو ممکن ہے وہ یہ ہے کہ جب تک وہ ساتویں آسمان تک نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی انگلی پکڑ کے اس کی رفعتوں کا سامان کرنے والے ہیں، اس کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔

کیوں اسوۂ حسنہ ہیں؟ یہ سوال یہاں بہت اہم ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اسوۂ حسنہ کہا گیا تو بعض لوگ اس دنیا میں ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بڑی عظمت تھی اس لئے آپ کو یہ بھی اختیار دیا گیا کہ قرآن کریم کے مخالف، مقابل، مختلف اور متضاد فتویٰ دے دیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:۱۵۷) لیکن قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے اس کی تردید کی ہے۔ (یہ ابھی جو میں نے فقرہ بولا ہے وہ سنو اور یاد رکھو۔ اس پر میں آزادانہ ایک خطبے میں یا کسی تقریر میں یا کسی مضمون میں اس کے مختلف پہلوؤں پر تنقید کروں گا)۔ سوال یہ ہے کہ کیوں اسوہ ہیں؟ ہمیں کہا گیا تھا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الاعراف:۱۵۹) ہمیں کہا گیا تھا وَاتَّبِعُوْهُ ہمیں بتایا گیا

کہ تمہارے لئے اسوہ بنائے گئے ہیں کیوں؟

ہاں ایک چیز رہ گئی۔ نمبر (۴) ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا نہ ہو۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (ال عمران :۳۲) کوئی شخص چھوٹی سے چھوٹی روحانی رفعت حاصل نہیں کر سکتا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر کھڑا ہو کر اور ہر شخص اپنی استعداد، صلاحیت کے مطابق انتہائی دائرۂ استعداد میں انتہائی رفعت حاصل کر سکتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور اس کا گُر یہ بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو اللہ تعالیٰ کا پیار تمہیں حاصل ہو جائے گا۔

یہ کیوں کہا؟ وہ جو پہلے میں نے سوال دہرایا تھا نا اب اس موقع پر میں دہرا رہا ہوں کہ ایسا کیوں ہے کہ آپ اسوہ ہیں اور آپ کی اتباع کئے بغیر اللہ تعالیٰ کا پیار ہمیں حاصل نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم نے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ سورۂ یونس میں حکم ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وَاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ (یونس:۱۱۰) اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جو تیری طرف میری وحی نازل ہو رہی ہے اس کی کامل اتباع کر۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ وَاصۡبِرۡ اور استقامت سے، مضبوطی کے ساتھ، صبر کے ساتھ اس پر قائم ہو جا۔

کوئی غیر مسلم کہہ سکتا ہے حکم ہے۔ یہ تو نہیں کہیں ہوا کہ اس حکم کو آپ بجا بھی لائے۔ سورۂ اعراف میں ہے قُلۡ اعلان کر دو۔ یہ خدا تعالیٰ نے جو دیکھا اس کا اعلان کروایا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور نفس میں جو مشاہدہ کیا، خدا تعالیٰ نے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اس کا اعلان کر دو۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ مِنۡ رَّبِّیۡ (الاعراف:۲۰۴) حکم تھا نا اتباع کرو۔ اعلان کروا دیا کہ میں نے اس حکم کی اطاعت کی۔ میں جو میرے رب کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے، اس کی کامل اتباع کرنے والا ہوں۔ اور اسوہ کے متعلق کہا ھٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ تمہارے لئے اس وحی میں بصائر ہیں یعنی بصیرت پیدا کرنے والے دلائل ہیں۔ وَھُدًی ہدایت کا

سامان ہے، جس کے نتیجہ میں وَ رَحْمَةً اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ان لوگوں پر، اس گروہ پر، اس جماعت پر جو اپنے ایمان پر پختہ طور پر قائم ہو جاتے ہیں۔ (الاعراف:۲۰۴) تو حکم تھا اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان کروایا کہ آپ نے کامل اتباع کر لی اور اعلان دوسری جگہ کروا دیا۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاعراف:۱۴۴) اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (الانعام:۱۶۴)

یہ تو آپ کی ذات ہوئی نا۔ جو اسوہ بنانا ہے اور آپ کی اتباع کرنی ہے اس کے متعلق روشنی پیدا کرنے کے لئے امت کے دل ودماغ میں، حکم ہوا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:۹۵) جو وحی تیرے پر نازل ہو رہی ہے (اوامر ونواہی کے سلسلہ میں۔ یہ محاورہ ہے عربی کا، ایک لفظ آ جاتا ہے)۔ جس چیز کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اصْدَعْ کے معنی ہیں کھول دینا۔ وہ جو پتھر پر لوہے کا ایک ہتھوڑا سا رکھ کے مارتے ہیں اور پتھر کو دو ٹکڑے کر دیتے ہیں اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ اس کے معنی ہیں کھول دینا۔ تو کھول کر بیان کرو۔ جو وحی تم پر نازل ہوئی اسے کھول کر بیان کرو اپنے قول اور اپنے فعل کے ساتھ۔

سورۂ مائدہ میں کہا۔ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (المائدة:۶۸) اے رسول! (جو یہ اکٹھے ہیں دراصل اَلرَّسُوْل، اَلنَّبِی، اَلْاُمِّی اور امّی میں آ جاتا ہے محمدؐ) بَلِّغْ کے معنی مفردات نے یہ کئے ہیں اسی آیت کے نیچے۔ اَی اِنْ لم تُبَلِّغْ هٰذَا جو وحی نازل ہوئی ہے وہ کلیتاً تم وضاحت سے بیان نہ کر دو، پہنچا نہ دو آگے۔ اَوْ شَيْأً مِمَّا حُمِّلْتَ یا اپنی ذمہ داری کے تھوڑے سے حصے میں بھی اگر کوتاہی کرو تَكُنْ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يُبَلِّغْ شَيْأً مِنْ رِسَالَتِهٖ تو اس پر حکم یہ ہوگا کہ کوئی چیز بھی نہیں پہنچائی۔ یعنی پوری کی پوری وحی نے جو اوامر ونواہی نوعِ انسانی کی ضرورتوں کے لئے بیان کئے ہیں ایک ایک کر کے سارے جو ہیں وہ پہنچانا بنی نوع انسان کو یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے۔

اور اعلان یہ کیا گیا ہے کہ اگر سینکڑوں ایسے اوامر اور احکام میں سے دو بھی نہیں تم پہنچاتے تو تم نے اپنی رسالت کی جو ذمہ داری تھی جو تمہارے پر ڈالی گئی (حُمِّلْتَ) وہ پوری نہیں

کرو گے۔

سورۂ نور میں کہا۔ فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ (النّور: ۵۵) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف اس کی ذمہ داری ہے جو اس کے ذمے لگایا گیا۔ اور ذمہ داری کیا ہے؟ اسی آیت میں آگے کہا۔ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری یہ ہے اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ کہ صرف بات کو کھول کر لوگوں تک پہنچا دینا۔ وحی کو لوگوں تک پہنچا دینا، اُمّی ہونے کے لحاظ سے اپنی طرف سے کچھ ملاوٹ نہیں کرنی۔ ہو ہی نہیں سکتی آپ کی فطرت میں ہی نہیں یہ۔

اسی چیز کو واضح کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسا سامان کیا کہ ایک واقعہ ہو گیا۔ سورۂ یونس کی سولہویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور جب انہیں ہماری روشن آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے وہ کہہ دیتے ہیں کہ اے محمد! اِئۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ (یونس:۱۶) کہ تو اس کے سوا یعنی جو وحی نازل ہو رہی ہے قرآن کریم کی اس کے سوا کوئی اور قرآن لے آ یا اس میں کچھ تغیر و تبدل کر دے۔ تو کہہ دے یہ میرا کام نہیں ہے۔ یہ امی بول رہے ہیں نا اب۔ تو کہہ دے کہ یہ میرا کام نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدل کروں۔ بڑا زبردست اعلان ہے آج کی دنیا کے لئے۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے وہ بھی یہی اعلان کرے گا کہ جو قرآن کریم میں آ چکا اس میں چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی کسی انسان کا یا کہنے والا کہے گا میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اس میں کوئی تغیر و تبدل کروں۔

میرا یہ کام ہے سَمۡعًا وَّ طَاعَةً میں قرآن کریم پڑھوں اور سنوں اور اس کے مطابق عمل کروں۔ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ۔ یہ اسی آیت کا ہے۔ مجھ پر جو وحی کی جاتی ہے میں تو صرف اسی کی اتباع اور پیروی کرتا ہوں اس کے علاوہ ادھر ادھر کی نہیں۔ آگے اعلان کیا یعنی ممکن نہیں لیکن جو شخص قرآن کریم کی وحی میں ردو بدل کرے کوئی تغیر کرنا چاہے اس کے لئے اس کو سمجھانے کے لئے، اس کے لئے بطور انذار کے کہ پھر تمہیں عذابِ عظیم ملے گا،

یہ اعلان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کروایا جن کے لئے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ جن کی حالت یہ تھی ان کی کیفیت تھی جو خدا تعالیٰ نے مشاہدہ کی اور قرآن کریم میں بیان کی نا کہ یہ میرا کام نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تغیر و تبدل کروں ۔ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ساتھ یہ اعلان کرا دیا۔ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ (الانعام: ۱۶) اگر میں قرآن کریم کی وحی کے خلاف کوئی بات کروں اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ایسا ممکن نہیں تھا۔ آپ تو دوسروں کو جنت میں لے جانے والے ہیں لیکن دوسروں کے لئے ایسا ممکن تھا اس لئے یہ اعلان کروایا جیسا کہ آج کل دنیا کے مختلف حصوں میں اس قسم کی باتیں کی جاتی ہیں جو ہمارے کانوں میں پڑتی ہیں۔ اور جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے ہیں، جو قرآن کریم کی وحی کو قول اور فعل سے سچا ثابت کرنے والے ہیں، اس پہ عمل کرنے والے ہیں، جو یہ اعلان کرنے والے ہیں کہ ہم تو خدا کے عذاب سے ڈرتے ہیں ہم ایک ذرہ بھر بھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے۔ مثلاً پاکستان سے باہر کسی ملک میں (نام نہیں مَیں لوں گا۔ فتنہ پیدا ہوتا ہے) ایک جگہ یہ فتویٰ دے دیا کہ شراب جو ہے وہ تو گرم ملک میں حرام کی گئی تھی، ٹھنڈے ملکوں میں بے شک پی لیا کرو۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہلوایا گیا تھا اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ حالانکہ شراب کے متعلق رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ (المائدۃ:۹۱) کا اعلان کیا گیا تھا کہ ایک گندی چیز ہے اور اس کا پینا شیطانی عمل ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کوثر عطا کیا۔ اتنے جاں نثار فدائی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے پیار جو پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ نے حاصل کیا تھا انتہائی اذیتیں قبول کیں لیکن صبر اور استقامت کی راہوں کو نہیں چھوڑا۔ ہر چیز خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن خدا تعالیٰ اور رسول کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ قرآن کریم کو سینے سے لگایا۔ اس کا

ایک ذرہ بھر بھی یہ برداشت نہیں کیا کہ ان کے سینوں سے کوئی ورق پھاڑ کر اس کو پرے پھینک دیا جائے یعنی پورے کا پورا قرآن کریم انہوں نے اپنے سینوں سے لگائے رکھا۔ جن کے متعلق قرآن کریم نے ایک دوسری جگہ (جو میرے یہاں نوٹ میں نہیں ہے) کہا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (الانفال:۴) حقیقی مومن ہیں وہ اور ان کے متعلق سن لو اور خدا تعالیٰ کرے کہ تمہارے دل میں یہ خواہش پیدا ہو کہ تم بھی ایسے ہی مومن بنو۔ سورۂ انفال میں یہ اعلان ہوا یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اے اَلنَّبِی ، اے اَلرَّسُوْل ، اَلْاُمِّی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اے النبی! حَسْبُكَ اللّٰهُ سوائے خدا تعالیٰ کے تجھے کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا تیرے لئے کافی ہے اور خدا تعالیٰ کے علاوہ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وہ مومنین خدا نے تیرے لئے کافی بنا دیئے ہیں جنہوں نے ہمارے حکم کے مطابق تجھے اسوہ سمجھا اور تیری اتباع کی اور کامل مومن بن گئے۔

تو اس آیت میں جس جس گروہ مومنین کا ذکر ہے ویسے مومن بننے کی احمدیوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بڑا عظیم اعلان ہے۔ بہت بڑی عظمت کو ان جاں نثاروں کی ثابت کیا گیا اور اس کا اعلان کیا گیا حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ خدا تیرے لئے کافی، خدا کے علاوہ تجھے اور کسی کی ضرورت نہیں اور جو کامل تیرے متبع بن گئے ہیں کامل طور پر اور تجھ میں فانی ہو گئے اور اپنے وجود کو تیرے وجود میں کھو دیا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا، تیرے کامل متبع ہو گئے اس معنی میں جس معنی میں لفظِ اتباع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہے قرآن کریم میں، ویسے مومن تیرے لئے کافی ہیں۔ وہ جب تین تھے (تاریخ پہ اب ہم نظر ڈالتے ہیں) اس وقت وہ تین کافی تھے، چوتھے آدمی کی مدد کی آپ کو ضرورت نہیں تھی۔ جب سو ہوئے وہ سو کافی تھے، ایک سو ایکویں کی ضرورت نہیں تھی۔ جس وقت دنیا اکٹھی ہوگئی تو دو چار ہزار کافی ہو گئے۔ میں نے مشاہدہ کیا اور غور کیا اور یہ واقعات پڑھے جو جنگیں ہوئی ہیں کسریٰ اور قیصر کے ساتھ، اصل جو اسلام کے لئے کافی ہوئے اس اعلان کے بعد، وہ وہ ہارڈ کور (Hard Core) مومن تھے، وہ فدائی جو جاں نثار تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باقی تو پروانے تھے جو ان

شمعوں کے گرد، انہیں کی بدولت ثبات قدم بھی دکھاتے تھے، پیچھے ہٹتے تھے پھر آگے بھی بڑھ جاتے تھے ان کی بدولت۔

تو حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ اعلان بھی ہے۔ یہ بشارت بھی ہے۔ یہ تاریخی حقیقت بھی ہے۔ یہ ایک وعدہ بھی ہے اگلوں کے لئے۔ اگلوں کو اکسانے کے لئے ایک کوڑا بھی ہے پیار کا۔ کوڑا لگاتے ہیں نا ایسا تیز ہو جائے گھوڑا۔ تو گھوڑے کو غصے میں تو سوار کوڑا نہیں لگاتا، بڑا پیار کر رہا ہوتا ہے تو اس واسطے جماعت احمدیہ اس آیت کی روشنی میں وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کی جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور ہر اس چیز کو اپنی زندگی سے نکال کے باہر پھینک دیں جسے ہمارے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں کیا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)